موئے مبارک کی عظمت
رضی اللہ تعالیٰ عنہم
صحابہ کرام اور صالحین کی نظر میں
تالیف
غلام غوث بغدادی قادری
متعلم جامعۃ اسلامیۃ بغداد شریف...... العراق
کلیۃ فکر اسلامی والدعوۃ الاسلامیۃ
نور القرآن انٹرنیشنل
حمزیہ غوثیہ ٹرسٹ
جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی
ناشر
www.nooraquran.net • www.tafseerquran.net
WWW.NAFSEISLAM.COM

موئے مبارک کی عظمت

رضی اللہ تعالیٰ عنھم

صحابہ کرام اور صالحین کی نظر میں

تالیف غلام غوث بغدادی قادری

متعلم جامعۃ اسلامیۃ بغداد شریف..... العراق
کلیۃ فکر اسلامی و الدعوۃ الاسلامیۃ

نور القرآن انٹرنیشنل

ناشر

حمزیہ غوثیہ ٹرسٹ

جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی

www.noorequran.net • www.tafseerquran.net

الانتساب

حضور پُرنور ﷺ کے جلیل القدر صحابہ اور صحابیات خصوصاً "سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ" ﴿اللہ عزوجل کی تلواروں میں سے ایک تلوار﴾ **حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور اُم المؤمنین سیدتنا اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا** کے نام جنھوں نے اپنے حسنِ عمل (تعظیم موئے مبارک شریف) کے ذریعے حق کا تعین آسان کر دیا کہ جو موئے مبارک کا ادب کرے وہی حق و سچ کی راہ پر گامزن ہے۔

الاھداء

مدینے کے تاجدار، حبیب پروردگار، شفیعِ روزِ شمار، جنابِ احمدِ مختار ﷺ کا ادب اور احترام کرنے والے خوش بختوں کے نام جو موئے مبارک شریف کی زیارت کا اہتمام کرتے ہیں اور اُن تمام سعادت مندوں کے نام جو حضور ﷺ کے موئے مبارک کی زیارت کرتے ہوئے اپنے قلوب کو عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے منور کرتے ہیں

فہرستِ مضامین

پہلے اسے پڑھئے

اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے جس نے ہمیں ایمان کی عظیم الشان نعمت عطا فرمائی۔ پروردگار عزوجل کا ہم جس قدر شکر کریں کم ہے اس نے ہمیں ہمیشہ کے لئے جہنم سے آزادی کا راستہ ایمان کے ذریعہ سے عطا فرمایا۔

پیارے بھائیو! ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ شیطان کی آرزو اور تمنا یہی ہے کہ ہم ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ شیطان مختلف ذرائع سے ہمیں ایمان پر ثابت قدمی سے روکتا ہے اور طرح طرح کے وسوسوں کا شکار کر دیتا ہے کبھی تو بد عملی کی طرف مائل کرتا ہے اور جھوٹ، سودی لین دین وغیرہ کے ذریعے دل کو سیاہ کر دیتا ہے تاکہ معاذ اللہ گناہوں کی کثرت ایمان سے دوری کا سبب بن جائے اور کبھی انتہائی خطرناک ترین وار (کہ نہ جانے کون حق پر ہے اور اس چکر میں کون پڑے) اس کے ذریعے لوگوں کو حق سمجھنے سے روکتا ہے۔ تو کبھی تنگ نظری کے جال میں مبتلا کر دیتا ہے اور ہر نئے اچھے کام کو بدعت کا نام دے کر نیک اعمال سے روکتا ہے۔ الغرض شیطان کسی نہ کسی طرح ہمیں اسلامی اصول وقواعد سمجھنے سے روکتا ہے۔

بحمد للہ تعالیٰ اس مختصر تحریر کے ذریعے ہمیں پریشانی سے نجات مل جائے گی اور یہ معلوم کرنے میں دشواری نہ ہوگی کہ حق کا راستہ کون سا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب العالمین محبوب کریم ﷺ، سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضور سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ، حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ، اور سیدی محمد شاہ دولہا سبزواری رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے سے اس تحریر کو قبول و منظور فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قرآن پاک اور احادیث طیبہ کے نور سے ہمیں صحابۂ کرام و صالحین کے عقائد و نظریات کو اختیار کرنے اور ان کے دامن سے وابستہ رہنے کا درس ملتا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری عزوجل ہے:۔

وَاتَّبِعۡ سَبِیۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَیَّ ﴿سورۃ لقمان، آیت ۱۵، پ ۲۱، ع ۱۱﴾

ترجمہ "جو میری طرف رجوع لے آئے ان کے راستے کی پیروی کرو"

معلوم ہوا قرآن پاک کا واضح ارشاد صحابہ و صالحین کے نظریات اختیار کرنے کا درس دے رہا ہے۔ مزید یہ کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی عظمت کا تذکرہ کچھ اس طرح سے کیا جارہا ہے کہ:۔

اٰمِنُوۡا کَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ ﴿سورۃ البقرۃ، آیت ۱۳، پ ۱، ع ۲﴾

ترجمہ:۔ "تم صحابہ کی طرح ایمان لے آؤ"

جہاں قرآن میں صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے ایمان کو معیار قرار دیا گیا ہے یعنی ان کی طرح ایمان لاؤ اسی رکوع کی ابتداء میں ایک گروہ کے ایمانی دعویٰ کو رد کیا گیا ہے ارشاد ہے:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَمَا ہُمۡ بِمُؤۡمِنِیۡنَ

﴿سورۃ البقرۃ، آیت ۸، پ ۱، ع ۲﴾

ترجمہ:۔ "اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے حالانکہ وہ ہرگز مومن نہیں"۔

اس گروہ کے ایمانی دعویٰ کو اللہ تعالیٰ نے ٹھکرا دیا حالانکہ یہ لوگ بھی حضور ﷺ کے نام کا کلمہ پڑھتے اور آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھتے اور جہاد میں بھی شامل ہوتے تھے لیکن ان کے قلوب تعظیم مصطفیٰ ﷺ سے خالی تھے چنانچہ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۶۶، ۶۵، پ ۱۰ کا شان نزول

تفسیر مظہری ج ۴، ص ۲۶۰ پر اس طرح ہے کہ:۔

عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ نَاسًا مِّنَ الْمُنَافِقِیْنَ قَالُوْا فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْکَ یَرْجُوْا هٰذَا الرَّجُلُ اَنْ یَّفْتَحَ قُصُوْرَ الشَّامِ وَحُصُوْنَهَا هَیْهَاتَ فَاَطْلَعَ اللّٰهُ نَبِیَّهٗ ﷺ عَلٰی ذٰلِکَ فَاَتَاهُمْ فَقَالَ قُلْتُمْ کَذَا وَ کَذَا قَالُوْا اِنَّمَا کُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ فَنَزَلَتْ

"حضرت قتادہ ﷺ سے مروی ہے کہ:۔ منافقین نے غزوہ تبوک میں کہا یہ شخص (یعنی حضور ﷺ) امید لگائے ہوئے ہیں کہ شام کے محلات اور قلعے فتح کر لیں گے۔ ایسا ہونا بہت بعید ہے اللہ نے منافقین کی اس گفتگو کی اطلاع حضور ﷺ کو دے دی حضور ﷺ ان منافقوں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا تم نے ایسا ایسا کہا تھا وہ کہنے لگے ہم تو دل لگی اور مذاق کر رہے تھے۔"

اس پر سورہ توبہ کی آیت نمبر ۶۵ اور ۶۶ نازل ہوئی۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّمَا کُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ کُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ کَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ

ترجمہ:۔ "اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔"

قرآن پاک سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی پیشگوئیوں کا تمسخر (مذاق اڑانا) اور علم غیب کا مطلقاً انکار اللہ تعالیٰ سے دوری کا سبب اور ایمانی دعویٰ کے باطل ہونے کا باعث ہے۔ حضور ﷺ کی عظمت دلوں میں نہ ہو تو محض دعووں کا اعتبار نہیں ہے۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی طرح اگر ایمان ہے تو کامیابی قدم ضرور چومے گی، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ﴿سورۃ البقرۃ ۱۳۷، پ ۱، ع ۱۶﴾

ترجمہ:۔ "(اے صحابہ!) اگر تمہارے ایمان لانے کی طرح وہ منافقین بھی ایمان لائیں تو ضرور وہ ہدایت پا جائیں گے"۔

صحابہ علیہم الرضوان کا معاملہ منافقین سے جدا تھا۔ مُؤَدَّبُ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور ﷺ سے غیب کی خبر سنتے تو حق و سچ جانتے تھے اور حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر کو انھوں نے حرز جان بنایا ہوا تھا نہ صرف حضور پرنور ﷺ سے عقیدت و محبت میں خود رفتہ تھے بلکہ جس چیز کو حضور ﷺ سے نسبت ہوتی اس کی اہمیت ان کے نزدیک اپنی جان سے بڑھ کر ہوا کرتی تھی۔

تعظیم کا نرالا انداز:۔

جنگ یرموک میں حضرت خالد بن ولید ﷛ کا مقابلہ نسطور پہلوان سے ہوا۔ دونوں کا دیر تک سخت مقابلہ ہوتا رہا حتیٰ کہ حضرت خالد ﷛ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر گیا اور حضرت خالد ﷛ اس کے سر پر آ گئے اور ٹوپی زمین پر جا پڑی نسطور کافر موقع پا کر آپ کی پشت پر آ گیا۔ اس وقت حضرت خالد ﷛ پکار پکار کر اپنے رفقاء سے فرما رہے تھے کہ "میری ٹوپی مجھے دو! خدا تم پر رحم کرے"۔ ایک شخص جو آپ کی قوم بنی مخزوم میں سے تھا وہ دوڑ کر آیا اور ٹوپی آپ کو دی آپ نے اسے پہن لیا اور نسطور کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا، لوگوں نے اس واقعے کے بعد آپ سے پوچھا کہ دشمن تو پشت پر آ پہنچا تھا اور آپ ٹوپی کی فکر کر رہے تھے حالانکہ ٹوپی اتنی قیمتی تو نہ تھی۔

حضرت خالد ﷛ نے فرمایا کہ:۔ اس ٹوپی میں حضور سید عالم نور مجسم ﷺ کے پیشانی مبارک کے بال مبارک ہیں جو مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ عمر بھر ہر جنگ میں ان مبارک بالوں کی برکت سے فتح و نصرت حاصل ہوتی رہی۔ اسی لئے میں بے قراری سے اپنی ٹوپی کی طلب میں تھا کہ کہیں ان کی برکت سے میں محروم نہ ہو جاؤں اور یہ ٹوپی کسی کافر کے ہاتھ نہ لگ جائے (جو ان مبارک بالوں کی بے حرمتی کرے)

﴿واقدی، شفا شریف، ص ۴۴، ۲، عمدۃ القاری شرح بخاری، ص ۷، ۳، ۴﴾

حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر فرض عین ہے بلکہ تمام فرائض کی اصل ہے اور آپ کی ادنی

توہین یا تکذیب کفر ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

اِنَّا اَرۡسَلۡنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَ تُعَزِّرُوۡہُ وَ تُوَقِّرُوۡہُ وَ تُسَبِّحُوۡہُ بُکۡرَۃً وَّ اَصِیۡلًا ﴿سورۃ الفتح، آیت ۸،۹، پ ۲۶، ع ۹﴾

ترجمہ:۔ "(اے نبی) بے شک ہم نے آپ کو بھیجا شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر تا کہ (اے لوگو) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔"

حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا:۔

لَا یُؤۡمِنُ اَحَدُکُمۡ حَتّٰی اَکُوۡنَ اَحَبَّ اِلَیۡہِ مِنۡ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿بخاری، ج ۱، ص ۷﴾

"تم میں کوئی مومن نہ ہوگا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"

پیارے بھائیو! حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے قرآن و حدیث کا نور براہ راست نور والے آقا ﷺ سے حاصل کیا انھیں اس بات کا علم تھا کہ اپنی جان کی حفاظت ضروری ہے لیکن انھوں نے اپنی جان سے بڑھ کر نسبتِ رسول ﷺ (موئے مبارک) کے ادب کا خیال رکھا کیوں کہ انھوں نے اسلام کی روح (تعظیم و ادب) کو جسم کے روئے روئے میں بسا لیا تھا اسی لئے کامیابی ان کا مقدر تھی۔

مریض بیماری سے شفا پاتے:۔

حضرت عثمان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔ میری زوجہ نے مجھ کو ایک پانی کا پیالہ دے کر ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور میری بیوی کی یہ عادت تھی کہ جب بھی کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ برتن میں پانی ڈال کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا کرتیں کیوں کہ ان کے پاس حضور ﷺ کا موئے مبارک تھا۔

فَاَخۡرَجَتۡ مِنۡ شَعۡرِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ وَکَانَتۡ تُمۡسِکُہٗ فِیۡ جُلۡجُلٍ مِّنۡ فِضَّۃٍ فَخَضۡخَضَتۡہُ لَہٗ فَشَرِبَ مِنۡہُ مَرِیۡضٌ ﴿بخاری، مشکوۃ، ص ۳۹۱﴾

"تو وہ رسول اللہ ﷺ کے اس بال مبارک کو نکالتیں جس کو انھوں نے چاندی کی نلی میں رکھا ہوا تھا اور پانی میں ڈال کر ہلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا"۔ (جس سے اس کو شفا ہو جاتی)

مبارک زمانہ پاکیزہ سوچ:۔

صحابہ وتابعین کی کس قدر پاکیزہ مبارک سوچ تھی کہ مشکلات سے نجات، بیماری سے شفایابی کے لئے نسبتِ رسول ﷺ (موئے مبارک شریف) سے فیض یاب ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے درجات بلند فرمائے کہ انھوں نے زلفوں والے آقا ﷺ کی عقیدت ومحبت کس قدر حکمت بھرے انداز سے عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کے قلوب میں منتقل فرمادی تھی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وصیت:

قَالَ ثَابِتُ الْبُنَانِیُّ قَالَ لِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ هٰذِهٖ شَعْرَةٌ مِّنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَضَعْهَا تَحْتَ لِسَانِیْ قَالَ فَوَضَعْتُهَا تَحْتَ لِسَانِهٖ فَدُفِنَ وَهِیَ تَحْتَ لِسَانِهٖ ﴿اصابہ، ص ۷۱، ج ۱﴾

"حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔ حضور ﷺ کے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک بالوں میں سے ایک بال ہے جب میں مرجاؤں تو اس کو میری زبان کے نیچے رکھ دینا چنانچہ میں نے حسب وصیت ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور اس حالت میں وہ دفن کئے گئے"۔

صحابہ وتابعین موئے مبارک شریف سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے ان کے نزدیک دنیا ومافیہا سے بڑھ کر موئے مبارک کو اہمیت حاصل تھی۔

نعمتوں میں سب سے بلند وبالا نعمت:۔

حضرت محمد بن سیرین تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

قُلْتُ لِعُبَيْدَةَ عِنْدَنَا مِنْ شَعْرِ النَّبِیِّ ﷺ اَصَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ اَنَسٍ اَوْ

مِنْ قِبَلِ اَهْلِ اَنَسٍ فَقَالَ لَاَنْ تَكُوْنَ عِنْدِیْ شَعْرَةٌ مِّنْهُ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا (بخاری، ص ۲۹ ج ۱)

"میں نے عبیدہ ﷺ سے کہا کہ ہمارے پاس حضور ﷺ کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس یا اہل انس سے ملے ہیں (یہ سن کر) حضرت عبیدہ ﷺ نے کہا کہ میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال کا ہونا میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہے"۔

اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ موئے مبارک کا فیض منقطع نہیں ہوا بلکہ جوں جوں زمانہ گذرتا گیا برکتوں کا نزول بڑھتا ہی چلا گیا۔

امام الاولیاء سیدی داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہ نے فرمایا کہ:۔ حضرت ابو العباس مہدی سیاری مرو کے کھاتے پیتے خوشحال گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔باپ کے فوت ہونے پر آپ کو وراثت میں بہت زیادہ دولت ملی تھی۔ آپ کو پتہ چلا کہ فلاں کے پاس رحمت عالم ﷺ کے دو موئے مبارک ہیں۔ آپ نے وہ خرید لئے۔ان موئے مبارک کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو توبہ کی توفیق عطا کی اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ولی بنالیا۔ پھر آپ نے یعنی خواجہ مہدی سیاری نے حضرت خواجہ ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور ان کی خدمت میں رہ کر وہ مقام پایا کہ اولیائے کرام کے ایک گروہ کے امام بن گئے اور پھر جب آپ کے وصال کا وقت آیا تو آپ نے وصیت کی کہ یہ دونوں بال مبارک میرے منہ میں رکھ دیئے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ان کا مزار مبارک مرو میں مشہور ہے۔ چنانچہ سرکار گنج بخش قدس سرہ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں کہ:۔

"وامروز گور او بمرو ظاہر است مردماں بحاجت خواستن آنجا شوند و مہمات از آنجا طلبند و مجرب است"

(کشف المحجوب، ص143)

یعنی :۔"

"مہدی سیاری کا مزار شریف مرو میں مشہور ہے۔ لوگ وہاں اپنی حاجتیں لے کر جاتے ہیں اور وہاں جا کر اپنی مہمات (حاجتیں) طلب کرتے ہیں ان کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور یہ مجرّب ہے"۔

شاہ ولی اللہ کا مرتبہ اور مقام :۔

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے اپنے آپ کو اسلام کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کی محبت اور حضور کی سنتوں پر عمل کو آپ نے اپنا وظیفہ بنا لیا تھا۔ آپ کی ذات موئے مبارک کی زیارت کرنے والوں اور اس سعادت سے محروم یعنی دونوں ہی طبقوں کے نزدیک معتمد علیہ ہے۔ آپ دینِ اسلام کی خدمت میں اپنے شب و روز صرف کرتے رہے یہاں تک کہ آپ پر کرم نوازیوں کی بارشیں اس انداز میں ہوئیں کہ آپ علیہ الرحمۃ خود اپنی کتاب "حُجَّةُ اللهِ الْبَالِغَة" کے مقدمے میں فرماتے ہیں کہ:۔

رَأَيْتُ الْإِمَامَيْنِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فِيْ مَنَامٍ وَّأَنَا يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ كَأَنَّهُمَا أَعْطَيَانِيْ قَلَمًا وَّقَالَا هٰذَا قَلَمُ جَدِّنَا رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

﴿حجۃ اللہ البالغۃ، ص ۱۱، مطبوعہ بیروت﴾

"میں نے دونوں امام یعنی امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی زیارت خواب میں کی اور اس دن میں مکہ مکرمہ میں تھا انھوں نے مجھے ایک قلم عطا کیا اور فرمایا یہ ہمارے نانا جان رسول اللہ ﷺ کا قلم ہے"۔

اس عظیم الشان بشارت سے معلوم ہوا کہ حق کے پرچار کے لیے آپ کو منتخب کر لیا گیا ہے چنانچہ آپ کا ارشاد ہے کہ:۔ "جب میرے والد ماجد نے آخری عمر میں تبرکات تقسیم کیے تو ایک بال مبارک مجھے بھی عنایت ہوا"۔

ایمان افروز واقعہ :۔

انفاس العارفین ص ۳۷ پر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے والد ماجد

شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:۔ ایک بار مجھے بخار کا عارضہ لاحق ہوا اور بیماری طول پکڑ گئی حتی کہ زندگی سے ناامیدی ہوگئی، اس دوران مجھے غنودگی ہوئی تو میں نے شیخ عبدالعزیز کو دیکھا وہ تشریف لارہے ہیں اور فرمایا بیٹا رسول اللہ ﷺ تیری عیادت کے لئے تشریف لارہے ہیں اور غالباً اس طرف سے تشریف لائیں گے جس طرف تیری چارپائی کی پائنتی ہے لہٰذا اپنی چارپائی کو پھیرلو تاکہ تمہارے پاؤں اس طرف نہ ہوں یہ سن کر مجھے کچھ افاقہ ہوا اور چونکہ مجھے گفتگو کرنے کی طاقت نہ تھی میں نے حاضرین کو اشارہ سے سمجھایا کہ میری چارپائی پھیر دو انھوں نے چارپائی کا رخ پھیرا ہی تھا کہ امت کے والی ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا کَیْفَ حَالُکَ یَا بُنَیَّ اے میرے پیارے بیٹے کیا حال ہے۔ اس ارشاد گرامی کی لذت مجھ پر ایسی غالب ہوئی کہ مجھے وجد آگیا اور زاری و بے قراری کی عجیب حالت مجھ پر طاری ہوئی پھر مجھے میرے آقا رحمت دو عالم ﷺ نے اس طرح گود میں لیا کہ آپ کی ریش مبارک میرے سر پر تھی اور پیراہن مبارک میرے آنسوؤں سے تر ہوگیا پھر آہستہ آہستہ یہ حالت سکون سے بدل گئی۔ اس کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ مدت گزر گئی اس شوق میں کہ کہیں سے سید دو عالم امت کے والی ﷺ کے بال مبارک نصیب ہوں۔ آج کتنا کرم ہو، اگر مجھے میرے آقا ﷺ یہ دولت عطا فرمائیں۔ بس یہ خیال آنا ہی تھا کہ حبیب خدا ﷺ میرے اس خیال پر مطلع ہوئے اور آپ ﷺ نے اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا اور دو بال مبارک مجھے عطا فرمائے پھر یہ خیال آیا کہ بیدار ہونے کے بعد یہ بال مبارک میرے پاس رہیں گے یا نہیں تو یہ خیال آتے ہی سرکار ابد قرار ﷺ نے فرمایا بیٹا یہ دونوں بال مبارک تیرے پاس رہیں گے۔ اس کے بعد حبیب کبریا ﷺ نے درازی عمر اور کلی صحت کی بشارت دی تو مجھے اسی وقت آرام ہوگیا میں بیدار ہوا اور میں نے چراغ منگایا اور دیکھا تو وہ دونوں بال مبارک میرے ہاتھ میں نہیں تھے میں غمگین ہوا اور پھر دوبارہ جناب رسالت مآب ﷺ کی طرف متوجہ ہوا پھر دیکھا کہ امت کے والی ﷺ جلوہ افروز ہیں اور فرما رہے ہیں بیٹا ہوش کر! میں نے دونوں بال مبارک تیرے تکیے کے نیچے احتیاط سے رکھ دیئے ہیں وہاں سے

لے لو۔ میں بیدار ہوتے ہی تکیے کے نیچے سے وہ دونوں موئے مبارک لے لئے اور ایک پاکیزہ جگہ میں نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ محفوظ کر لئے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:۔ میں نے ان مبارک بالوں کے تین کمالات دیکھے۔ اول:۔ یہ کہ وہ دونوں موئے مبارک آپس میں لپٹے رہتے تھے لیکن ان کے سامنے جب حضور ﷺ کی ذات مقدسہ پر درود شریف پڑھا جاتا تو وہ دونوں بال مبارک علیحدہ علیحدہ ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ دوم:۔ یہ کہ ایک مرتبہ تین آدمی جو کہ اس معجزہ کے منکر تھے وہ آئے اور بحث شروع کر دی کہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خواب میں کسی کو بال عطا ہوں ان تینوں نے آزمانا چاہا مگر میں بے ادبی کے خوف سے آزمائش پر رضامند نہ ہوا لیکن جب مناظرہ لمبا ہو گیا تو میرے عزیزوں نے وہ بال مبارک اٹھائے اور دھوپ میں لے گئے فوراً بادل نے آ کر سایہ کر دیا حالانکہ دھوپ سخت تھی بادل کا موسم نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر ان میں سے ایک نے توبہ کر لی اور وہ مان گیا کہ واقعی یہ حبیب خدا ﷺ کے ہی بال مبارک ہیں مگر دوسرے دونوں منکروں نے کہا یہ اتفاقی امر ہے دوسری بار پھر وہ بال مبارک دھوپ میں لے گئے تو فوراً بادل آیا اور سایہ کر دیا دوسرا منکر بھی تائب ہو گیا تیسرے نے کہا اب بھی یہ اتفاقی امر ہے۔ تیسری بار پھر بال مبارک دھوپ میں لے گئے تو پھر بھی فوراً بادل آیا اور سایہ کر دیا تو تیسرا بھی توبہ کر گیا اور مان گیا کہ واقعی یہ بال مبارک رسول اللہ ﷺ کے ہی ہیں۔ سوم:۔ یہ کہ ایک مرتبہ کچھ لوگ موئے مبارک کی زیارت کے لئے آئے، میں وہ صندوق جس میں وہ موئے مبارک تھے باہر لایا کافی لوگ جمع تھے میں نے تالا کھولنے کے لئے چابی لگائی تو تالا نہ کھلا بڑی کوشش کی مگر تالا نہ کھل سکا پھر میں نے اپنے دل کی طرف توجہ کی تو معلوم ہوا کہ ان زائرین میں فلاں شخص جنبی ہے اس پر غسل فرض ہے اس بنا پر تالا نہیں کھل رہا میں نے پردہ پوشی کرتے ہوئے سب کو کہا جاؤ اور دوبارہ طہارت کر کے آؤ جب وہ جنبی شخص مجمع سے باہر گیا تو تالا آسانی سے کھل گیا اور ہم سب نے زیارت کی۔

ان تینوں واقعات نے ثابت کر دیا کہ وہ بال مبارک واقعی حبیب خدا سید الانبیاء ﷺ کے ہی بال مبارک تھے۔

نا قابلِ برداشت :۔

پیارے بھائیو! شیطان کے لئے یہ بات نا قابل برداشت ہے کہ صحابہ اور صالحین کے طریقے پر لوگ عمل پیرا ہو جائیں اور موئے مبارک شریف کی برکتیں حاصل کر لیں اور ویسے بھی شیطان کی عین آرزو و تمنا ہے کہ لوگوں کے قلوب عظمتِ مصطفیٰ ﷺ سے خالی ہو جائیں اس بدبخت کا کام ہی راہ راست سے دور کرنا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ:۔

اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ﴿سورۃ الناس، آیت ۵، پ ۳۰، ع ۳۸﴾

ترجمہ:۔ "جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے"

شیطان بدبخت وسوسہ میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے بال مبارک کہاں سے آگئے؟ کیا کسی حدیث سے یہ ثابت ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے اپنے موئے مبارک تقسیم فرمائے ہوں یا حضور پرنور ﷺ کی رضا موئے مبارک شریف کے فیض کو پھیلانے میں ہے۔ مزید یہ کہ نعوذ باللہ بعض اوقات تو شیطان موئے مبارک شریف کی توہین اور بے ادبی پر ابھارنے کی کوشش کرتا ہے اور صریح گستاخی کرتا ہے جس کا ذکر نہ کرنا ہی بہتر ہے (الامان والحفیظ)

حضور ﷺ اپنے موئے مبارک تقسیم فرماتے تھے :۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ (مزدلفہ سے) منیٰ میں تشریف لائے اور جمرۃ العقبہ پر کنکریاں ماریں پھر قربانی کر کے اپنی جگہ میں تشریف لائے۔

ثُمَّ دَعَا بِالْحَلَّاقِ وَ نَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الْاَیْمَنَ فَحَلَقَهُ ثُمَّ دَعَا اَبَا طَلْحَةَ الْاَنْصَارِیَّ فَاَعْطَاهُ ثُمَّ نَاوَلَ الشِّقَّ الْاَیْسَرَ فَقَالَ احْلِقْ فَحَلَقَهُ فَاَعْطَاهُ اَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ اقْسِمْهُ بَیْنَ النَّاسِ۔

﴿بخاری و مسلم و مشکوٰۃ ص ۲۳۲﴾

"پھر آپ ﷺ نے حجام کو بلایا اور اپنے سر مبارک کے داہنی طرف کے بال مبارک منڈوائے اور ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلا کر عطا فرمائے پھر آپ نے اپنے بائیں طرف کے بال منڈوائے اور وہ

بھی ابو طلحہ ﷺ کو عنایت کئے اور فرمایا کہ ان تمام بالوں کو لوگوں میں تقسیم کردو۔"

اس حدیث پاک سے حضور اکرم ﷺ کی کرم نوازی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے آپ ﷺ نے اس بات کو پسند فرمایا کہ میرے موئے مبارک کا فیض عام ہو جب ہی حکم فرمایا کہ اِقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ یعنی: میرے موئے مبارک لوگوں میں تقسیم کردو۔ عطائے مصطفیٰ ﷺ کے قربان جائیں کہ موئے مبارک شریف کے ذریعے حق کا تعین آسان ہو گیا وہ اس طرح کہ جو موئے مبارک شریف کی عظمت کا قائل ہوگا وہی صحابہ اور صالحین کا راستہ اختیار کرنے والا ہوگا کیونکہ صحابہ اور صالحین موئے مبارک شریف سے خوب فیض یاب ہوتے تھے اور موئے مبارک کا ادب بجالاتے تھے اب ہمیں دیکھنا ہوگا کہ جو مسلمان حضور ﷺ کے موئے مبارک کی زیارت کرتے ہیں اور انکی عظمت کے قائل ہیں یقیناً یہی وہ خوش بخت گروہ ہے جو صحابہ اور صالحین کی راہ پر گامزن ہے۔ اور جو بدنصیب حضور ﷺ کے موئے مبارک شریف کی عظمت کا قائل نہیں اسے لرز جانا چاہیے۔ کیونکہ حدیث پاک میں حضور ﷺ کا فرمانِ عبرت نشان ہے۔

مَنْ آذٰی شَعْرَةً مِنِّیْ فَقَدْ آذَانِیْ وَ مَنْ آذَانِیْ فَقَدْ آذَاللّٰہَ

﴿جامع صغیر، صفحہ ۱۵۸، البرھان، صفحہ ۱۰۲﴾

"جس نے میرے بال مبارک کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی، اور جس نے مجھے ایذا دی بیشک اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی"۔

حضرت علی شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ:۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَھُوَ اٰخِذٌ شَعْرَۃً یَقُوْلُ مَنْ اٰذٰی شَعْرَۃً مِّنْ شَعْرِیْ فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ. ﴿جامع صغیر، صفحہ ۳۵، وکنزالعمال صفحہ ۲۷۶، ج ۲﴾

"میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ آپ اپنا ایک موئے مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے فرمارہے تھے جس نے میرے ایک بال کو بھی اذیت پہنچائی تو اس پر جنت حرام ہے"۔

اللہ تعالیٰ ہمیں موئے مبارک شریف کی بے ادبی سے ہمیشہ کے لئے محفوظ فرمائے اور

موئے مبارک شریف کی فضیلتوں اور عظمتوں والے واقعات کو حق اور سچ جاننے کی سعادت عطا فرمائے۔

چند سال قبل پیش آنے والا سچا واقعہ:۔

راقم الحروف کو ۱۲ ربیع الاول شریف کو کسی کے گھر جانے کا اتفاق ہوا انھوں نے اپنے گھر سے کسی کو ۲ یا ۳ موئے مبارک عطا کیے۔ واللہ العظیم (خدا کی قسم) جب چند سال گذرے ان موئے مبارک کی تعداد میں اضافہ ہوگیا۔ اس مشاہدے میں ناچیز تنہا نہیں بلکہ مختلف مقامات پر مختلف لوگ حضور پُرنور ﷺ کا معجزہ دیکھ چکے ہیں۔ موئے مبارک شریف کی بسا اوقات لمبائی مبارک میں اضافہ ہوتا ہے اور کئی بار نورانی شاخیں علیحدہ سے جلوہ بکھیر رہی ہوتی ہیں یعنی انکی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور جہاں موئے مبارک جلوہ فرما ہوتے ہیں اُس مقام پر پورا سال خوشبو محسوس ہوتی ہے۔ ان عظیم الشان معجزات کے باوجود بھی موئے مبارک کی عظمت دلوں میں قائم نہ ہو تو پھر اسے محرومی کے علاوہ کیا کہا جا سکتا ہے۔ ارشاد ربانی برحق ہے:

وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ﴿سورہ ہود، آیت ۸۸، پ ۱۲، ع ۸﴾

ترجمہ:۔ توفیق تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

عاجزانہ درخواست:۔ اے کاش ایسا ہو جائے کہ جب ہم موئے مبارک شریف کے لیے قطار میں کھڑے ہوں تو سراپا ادب بن جائیں اور اگر ممکن ہو تو قطار میں سب سے آخر میں کھڑے ہو جائیں تاکہ جتنی تاخیر سے ہم زیارت کریں اُتنی دیر موئے مبارک شریف کے حسین تصور میں گم ہو جائیں اور درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتے رہیں۔ موئے مبارک شریف کی زیارت سے قبل اپنے گناہوں کو یاد کر کے گڑگڑا کر دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کریں اسی ضمن میں عاجزانہ درخواست ہے کہ آنکھوں کو حرام دیکھنے سے محفوظ کرنے کا ارادہ کر لیجے انشاء اللہ عزوجل اس ارادہ کی خوب برکتیں ظاہر ہوں گی اور کوئی بعید نہیں کہ ادب مصطفیٰ ﷺ کے صدقے نزع کے وقت حضور پُرنور ﷺ کا دیدار نصیب ہو جائے۔